

محامد مجد ما قبل بعثت

ارشاد شاکر اعوان

مشہور روایات کی رو سے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بیان اور نعت کی روایت کا آغاز اسی وقت سے ہوتا ہے جس دم حضرت آدم کی تخلیق ہوئی۔ چنانچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت آدم کو پہلا الہام ہوا تو آپ کو ”ابو محمد“ کہہ کر پکارا گیا۔ آپ نے نور محمدی کو دیکھ کر تعجب سے پوچھا اے میرے پرور دگار یہ کیسا نور ہے۔ ارشاد ہوا۔

”یہ نور اس نبی کا ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوگا، جس کا نام آسمانوں پر احمد اور زمین پر محمد ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا نہ زمین و آسمان پیدا کئے جاتے،۔“

لیکن اس قسم کی روایتیں جس قدر مشہور ہیں ان کی استنادی حیثیت اتنی مستحکم نہیں البتہ سابق کتب سماوی کے مطالعہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے نبی نے جانے سے پہلے ممدوح کائنات کے آنے کی بشارت دی، اس کی نشانیاں بتائیں اور اس کی صفات بیان کیں۔ مشرق و مغرب کے سبھی انبیاء و صلحین نے اس روایت کو نبھایا۔ تمام آسمانی کتابیں اور الہامی صحیفے استداد زمانہ کے ہاتھوں ہزار رد و بدل کے باوجود آج بھی اس شہادت کی ادائیگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ کل اگر کتب سابقہ کے علماء نے زبور، انجیل، تورات اور دوسرے آسمانی صحائف میں نبی آخر الزماں کی صفات کی گواہی دی تو کتاب مقدس اور دیگر یادگاریں بید بینوں اور بد اندیشوں کی کوششیں بسیار

کے باوجود آج بھی حضور سرور کونین کی توصیف و تعریف سے زمین نظر آتی ہیں۔
حضرت عبد اللہ بن عمر و ابن العاص نے تورات کے حوالے سے آپ کی یہ
صفات بیان کیں۔

”است کے حال کا گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، گروہ اسبین کا
پناہ دہندہ، سیرا بندہ سیرا پیغمبر، نہ بد خلق نہ سخت سزاج، برائی کا بدلہ برائی
سے نہ دینے والا بلکہ معاف کردینے والا اور بخش دینے والا، سرستہ دلوں
کو کشادگی دینے والا،۔“

حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں تورات میں حضورؐ کی صفات لکھی
ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔
حضرت کعب الاحبار رضہ توریت سے یوں نقل فرماتے ہیں۔

”محمد رسول اللہ میرے پسندیدہ بندے، بدی کا بدلہ بدی سے نہ دینے
والے بلکہ معاف کردینے اور در گزر فرمانے والے۔ ان کی جائے پیدائش مکہ،
مقام ہجرت مدینہ اور مرکز سلطنت شام ہے۔“

یمن و حضرموت کے بادشاہ اباکرب نے جسے تیج ثانی کہتے ہیں،
یشرب (مدنیہ) پر چڑھائی کی، اوس و خزرج کے اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ صلح کی
درخواست کی، معاہدہ صلح طے کرنے کے لئے اوس و خزرج کی طرف سے اجیجہ
بن الحلاج اور بنیاسین قرظی مامور ہوئے، معاہدہ صلح طے پا جانے کے بعد
بنیاسین قرظی نے تیج سے کہا۔ آپ اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے تھے۔
بولا کیوں! کہنے لگے یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے جو قریش سے ہوگا۔
تیج نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

القی الی نصیحة کی ازدجر عن قرية محجورة بمحمد

ترجمہ : اس نے مجھے نصیحت کی کہ میں اس بستی سے ہٹ جاؤں
جو محمد کی وجہ سے محفوظ رکھی گئی ہے ۔ پھر اس نے یہ شعر کہے ۔

شہدت علی احمد انه	نبی من الله باری النعم
فلو مد عمری الی عمره	لکنت وزیراً له وابن عم
وجاهدت بالسيف اعداءه	وفرجت عن صدره کل غم
له امة سمیت فی الزبور	له امة هی خیر الاسم

ترجمہ : میں نے گواہی دی کہ محمد اللہ کے نبی ہیں جو تمام نعمتوں کا
خالق ہے ۔ اگر آپ کی زندگی تک میری عمر نے وفا کی تو میں آپ کا بھائی اور
مددگار ہوں گا۔ تلوار سے میں آپ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کروں گا اور آپ
کے دل سے ہر غم کو دور کروں گا۔ آپ کی ایک است ہوگی جس کا نام زبور
میں (آسمانی کتابوں میں) آیا ہے ۔ آپ کی است امتوں میں بہترین است ہوگی۔
تب کے دو شعر اور بھی مشہور ہیں جو خالص نعت کی ذیل میں آتے
ہیں ۔ ان میں آپ کے عہد رسالت تک جینے کی آرزو کی ہے ۔

و یأتی بعلمه رجل عظیم	نبی لا یرخص فی حرام
وسمی احمد یالیت انی	اعمر بعد مبعثه بعام

ترجمہ : اس کے بعد ایک عظیم انسان آئے گا ۔ وہ ایک نبی ہوگا جو کسی
حرام بات کی اجازت نہیں دے گا ۔ اس کا نام احمد ہوگا ۔ اے کاش میں اس کی
بعثت کے بعد ایک آدھ سال زندہ رہتا ۔

سیرۃ نبویہ و الآثار المحدثہ میں ہے کہ ابو ایوب انصاری کا وہ مکان
جہاں آپ نے ہجرت مدینہ کے بعد قیام فرمایا اسی تب نے حضور کے لئے تعمیر

کیا تھا۔ و ذکر ابن اسحاق ان هذا البيت الذي لايي ايوب پناه له (صلی اللہ علیہ وسلم) تبع الحمیری۔

کعب بن لوی شاید پہلا شخص تھا جو عروہ (جمعہ) کے دن لوگوں کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا کرتا تھا۔ (کعب بن لوی حضور کے جد امجد تھے۔ سیرۃ نبویہ میں ہے کان بینہ و بین سبعۃ صلی اللہ علیہ وسلم خمس مائة و ستون سنة) اپنے ان خطبات میں کعب بن لوی حضور ”النبی المنتظر“ کی بعثت کی بشارات دیتا علامات بتاتا اور صفات بیان کرتا، وہ اپنے ایک خطبہ میں اہل مجلس کو اپنے حرم (کعبۃ اللہ) کی تعظیم اور زیب و زینت سے آراستہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور حضور نبی کریم کی بعثت کی خوشخبری سناتا ہے۔ کہتا ہے۔

الدار اماکم و اظن غیر ما تقولون، و حرمکم، زینوہ و عظموہ، فسیأتی لہ نبأ عظیم، سیخرج منہ نبی کریم۔

ترجمہ: وہ گھر تمہارے سامنے ہے۔ میرا خیال اس کے برعکس ہے جو تم کہتے ہو۔ وہ تمہاری حفاظت کا ضامن ہے۔ تم اس کو آراستہ کرو۔ اور اس کا احترام کرو۔ کیونکہ عنقریب اس سے متعلق ایک بڑی خبر آنے والی ہے۔ عنقریب اس گھر سے ایک نبی کریم کا ظہور ہونے والا ہے۔

سیرۃ نبویہ میں ان کے کئی ایک اشعار نقل ہوئے ہیں۔ ایک شعر میں وہ اپنی زندگی کی دعا مانگتے ہیں تاکہ آنے والے نبی کی تائید کر سکیں۔

یا لیتنی شہداً فحواء دعوتہ حین العشیرۃ تبغی الحق خذلانا

ترجمہ: اے کاش میں اس کی دعوت کے وقت زندہ رہتا جب کہ اس کے اہل خاندان حق کی اعانت سے ہاتھ اٹھا لیں گے۔

عرب میں کاهنوں کی ایک جماعت بھی تھی جو مقفلی و مسجع کلام میں لوگوں کو غیب کی خبریں سناتے تھے۔ ظہور اسلام کے قریب یہ لوگ ایک نبی کی آمد کی عموماً پیش گوئی کرتے تھے۔ سفیان بن مجاشع التمیمی نے اپنی قوم کو ایک کاهنہ کے گرد جمع دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گیا، وہ کسی کی اعانت کرنے والوں کی تعریف کر رہی تھی اور اس کے مخالفین کی تباہی و رسوائی کا بیان کرتی جاتی تھی۔ سفیان بولا تجھے تیرے باپ کی قسم بتا وہ کون ہے۔ بولی وہ ایک نبی ہے جس کی غائبانہ تائید ہوگی۔ اور اس کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔

نبی سدید، قد آتی حین یوجد، و دنی اوان یولد یبعث الی الاحمر و الاسود بکتاب لا ینقد، اسمہ محمد۔

ترجمہ : وہ ایک ایسا نبی ہوگا جس کی تائید کی جائے گی۔ میں آؤں گی جب وہ موجود ہوگا۔ وہ وقت قریب ہے جب وہ پیدا ہوگا۔ وہ اسود و احمر کی طرف ایک ایسی کتاب کے ساتھ بھیجا جائے گا جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ شرح الشفاء میں ہے کہ سفیان نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا مگر عہد ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن۔ بے نام مرا۔

سفیان نے پھر پوچھا وہ عربی ہوگا یا عجمی ، بولی مجھے بلندیوں والے آسمان اور گہنی شاخوں والے درختوں کی قسم وہ سعد ابن عدنان کے قبیلے سے ہوگا۔ اما و السماء ذات العنان والشجر ذات الالفان انه لمن معد بن عدنان۔

— ۲ —

یہ تو وہ لوگ تھے جو اہل کتاب میں سے تھے، شرک و بت پرستی سے متنفر ہوئے اور کتاب کے حوالے سے رسول اکرم کی آمد آمد کے چرچے عام

کرتے رہے، اور خود ان کی بعثت اور تشریف آوری کا انتظار کھینچتے رہے۔
یا وہ لوگ تھے جو اپنے مکاشفات اور پیش گوئیوں کے ذریعے بگڑے ہوئے معاشرے
کی اصلاح اور یکسر تباہ شدہ اخلاقی اقدار کے سدھرنے کی امیدیں بندھاتے
تھے اور ایک عظیم مصلح اور محسن انسانیت کی ولادت و بعثت کی نویدیں
دیتے تھے اور ساتھ ساتھ آپ کی شان بھی بیان کرتے جاتے تھے۔

اب آئیے ان کتب سماوی کی طرف جن میں عہد بعہد کی قطع و برید،
کمی بیشی اور ترسیم و تحریف کے باوجود وہ حقیقت جوں کی توں رہی، جس
کی بشارتیں وہ کتابیں لے کر آئیں، بلکہ جن کے آنے کا مقصد ہی وہ بشارات لانا
تھا۔ اناجیل اربعہ میں یوحنا کی انجیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
الوداعی پیغامات میں جس (۱) روح حق، مددگار، شفیع، سچائی کی روح اور
وکیل کی بار بار بشارت دی ہے اس کی صفات یہ بیان کی ہیں :-

۱۔ حضرت عیسیٰ کی اصلی تعلیم جسے لوگ بھلا چکیں گے یا جس میں
رد و بدل کر دیں گے از سر نو یاد دلانے والا۔

۲۔ حضرت مسیح کی عظمت و جلال کو دنیا میں قائم کرنے والا،
ان کی گواہی دینے والا اور ان پر ایمان نہ لانے والوں کو گنہگار ٹھہرانے والا۔

(۱) روح حق مددگار شفیع وغیرہ کے لئے اصل عربی بائبل مطبوعہ لندن
۱۸۲۱ء، ۱۸۸۴ء میں لفظ فارقلیط استعمال ہوا ہے۔ پہلے پہل اردو
بائبل میں بھی یہی لفظ تھا بعد میں اسے شفیع وکیل کے معنوں میں
تبدیل کر دیا گیا۔ دراصل فارقلیط یونانی لفظ پیرکلیطوس یا پیرکو
طوس کا معرب ہے جس کا مطلب احمد ہے۔ برنباس نے لفظ احمد بحال
رکھا۔ (انجیل برنباس سعادت خلیل بک)

۳۔ اپنی طرف سے کچھ نہ کہنے والا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتیں بیان کرنے والا۔

یوحنا نے جب بیتسمہ دینا شروع کیا تو یروشلم سے فریسیوں کے فرستادہ کاہن اور لاوی اس سے پوچھنے لگے کیا تو ایلیا ہے؟ کیا تو مسیح ہے؟ کیا تو وہ نبی ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔

”نہیں میں تو اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں،“۔ ”وہ نبی، ابدالآباد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔“

اس کے علاوہ یوحنا، لوقا، اعمال، کتاب پیدائش، مکاشفہ یوحنا اور استثناء میں حضور کی یہ صفات بیان ہوئی ہیں۔

”زور آور، روح القدس، دنیا کا سردار، بنی اسرائیل کے بھائیوں (بنی اسماعیل) سے آنے والا، موسیٰ علیہ السلام کا مثیل (صاحب شریعت، صاحب کتاب، صاحب ہجرت) اور تاریخ شاہد ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد آنحضرت سے پہلے کوئی نبی ان صفات سے مقصوف نہیں ہوا۔ (رحمة للعالمین از قاضی محمد سلیمان)۔“

فاران سے ظاہر ہونے والا، جب تک سوچ رہے گا اس کا نام رہے گا، ایک ابدی عہد باندھنے والا تاکہ اولاد ابراہیم ابدالآباد تک خدا کی جاننے والی رہے، سچا برحق اور راستی کے ساتھ انصاف کرنے والا بہت سے تاجوں والا، بادشاہوں کا بادشاہ، اور خداوندوں کا خداوند یعنی جامع الکملات نبی۔

کتاب تسیحاح سلیمان میں تو صاف طور پر آپ کو محمد کے نام ناسی سے یاد کیا گیا ہے۔ سات برس کی عمر میں آپ کو آشوب چشم کا عارضہ ہوا تو دادا محترم آپ کو عکاظ کے ایک راہب کے پاس لے گئے جو امراض چشم کا ماہر تھا، اس نے آنحضور کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی ہے جسے حضرت سلیمان

— خلو محمدیم کا خطاب دے چکے ہیں۔ (۲)

سہاتما بدھ نے ننذا کو اپنی رخصتی کے وقت تسلی دیتے ہوئے کہا۔
میں کوئی آخری بدھ نہیں۔ اپنے وقت پر دنیا میں ایک اور بدھ آئے گا، —
مقدس، منور القلب، عمل میں دانائی سے لبریز، مبارک، عالم کائنات اور انسانوں
کا عدیم النظیر سردار جو غیر فانی حقائق میں نے ظاہر کئے وہ بھی ظاہر کرے
گا۔ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل نظام زندگی کی تبلیغ کرے گا۔

ویدوں میں آپ کے والد بزرگوار کا نام وشنو بھگت (عبداللہ) والدہ ساجدہ
کا نام سمانی (آسنہ) جگہ پیدائش سالمدیپ (عرب) اور تاریخ پیدائش بارہواں
دن سوہوار بتائی گئی ہے۔ ویدوں نے آپ کو جگت گرو (سرور عالم) محامد،
محمت، اور کائنکی اوتار (خاتم النبیین) کے لافانی خطابات سے یاد کیا ہے۔
بھگوت، کلکی پُران اور بھوشید پُران کے علاوہ سام وید کے پھاٹک ۲ کہند ۶
متر ۸ آپ کی صفت یوں بیان کرتا ہے۔

احمدی پتوپرمیدھیا امرتسیہ جیاگرہ اہم سوویہ ایوجنی

(احمد نے اپنے رب سے ہر حکمت شریعت پائی (جس کے سبب) میں
سورج کی طرح روشن ہو رہا ہوں)

— ۳ —

الغرض ہر آنے والا آیا اور آنے والے (ص) کی آمد آمد کے چرچے چھوڑ کر
چلا گیا اور پھر جب دنیا اور دنیا میں رہنے والوں کو رہبان و احبار، موحدین

(۲) خلو محمدیم زہ دودی زہ دوعی یا بنوت یروشلم۔ وہ سراپا ستودہ صفات ہے،
یہ ہے میرا محبوب، یہ ہے میری جان، اے یروشلم کی بیٹیو! (سیرۃ رسول
نمبر ماہ نو کراچی ۱۹۶۳ء)

و متکلمین اور منجم و کہان نے اس بشارت عظمیٰ کے دیدار کے لئے سراپا اشتیاق بنا دیا تو وہ گھڑی بھی آئی جب تمام دنیا کی یہ بشارت عظمیٰ، دعائے خلیل کا یہ ثمرہ اور مسیحا کی یہ نوید پوری ہوئی، فتح الباری اور سواہب کے مطابق ایک یہودی جس کا نام واقدی کے نزدیک یوسف تھا مکہ آرہا تھا، اس نے قریش سے کہا -

”آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ آج کی شب امت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شافوں کے درمیان ایک نشانی (سہر نبوت) ہے،“

قریش نے تحقیقی کیا تو حضرت عبداللہ بن عبدالہ طلب کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام دادا نے محمد اور ماں نے فرشتے سے بشارت پا کر احمد رکھا تھا۔ یہودی نے سہر نبوت دیکھی تو بے ہوش ہو گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد کہنے لگا اے گروہ قریش! بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہوئی۔ سن رکھو! یہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا کہ اس کی خبر مشرق و مغرب سے شائع ہوگی۔ جب حلیمہ سعدیہ نے آپ کو ایک یتیم بچہ دیکھ کر رضاعت میں لینے میں تامل کیا تو سیدہ آمنہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا -

یا طیر سل عن ابنک فانہ سیکون لہ شان

جب حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر چلیں تو سیدہ آمنہ نے یہ شعر پڑھے اور شاید ظہور قدسی کے بعد آپ کی شان میں کہے گئے اشعار میں انہی کو اولیت حاصل ہے -

اعیز باللہ ذی الجلال من شرما مر علی العبال
حتی اراہ حامل الحلال و یفعل العرف الی الموال
و غیرہم سن حشوة الرجال

میں اپنے بیٹے کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں اس شر سے جو پہاڑوں

پر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے شتر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور درمائدہ لوگوں کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے والا ہے۔

سین ذی یزن حبیر (یمن) کا ایک ناسور اور صاحب فضل و کمال بادشاہ تھا، اس کے دربار میں قریش کا ایک تہنیتی وفد پہنچا اور حاضری کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تم میں سے جو شخص شاہانہ آداب گفتگو سے واقف ہو وہ آئے۔ خواجہ عبدالمطلب تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنا مدعا اس فصاحت سے بیان کیا کہ بادشاہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ سے آپ کا نام و نسب پوچھا اور قافلے کو مہمان خانے میں ٹھہرانے کا حکم دیا، فارغ وقت میں پھر آپ کو بلایا اور کہنے لگا میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ آپ کے گھرانے سے ایک نبی پیدا ہوگا۔ جس کے دونوں شانوں کے درمیان سہر نبوت ہوگی۔ اور یہ کہ اس کی ولادت باسعادت کا زمانہ بھی یہی ہے۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ اس کا والد اور والدہ دونوں فوت ہو جائیں گے اور اس کی پرورش اس کے دادا اور چچا کریں گے۔ شرح الشفا میں لکھا ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب نے اس کی یہ تقریر سنی تو فرط انبساط اور وفور جذبات سے سجدے میں گر پڑے۔ سیف نے آپ کو اٹھایا اور آنحضور کی شان یوں بیان کرنے لگا۔

والله باعثه جهاراً وجاعل له منا انصاراً يعزبهم اولياءه و يذل بهم، اعداءه و يضرب بهم الناس على عرض و يسبح بهم كرام الارض، يعبد الرحمن، و يدخر الشيطان و يخمد النيران و يكسر الاوثان — قوله فصل و حكمه عدل يامر بالمعروف و يفعلہ و ينهى عن المنكر و يبطلہ۔

ترجمہ: اللہ اسے علانیہ مبعوث کرے گا اور ہم میں سے اس کے لئے مددگار بنائے گا۔ جن کے ذریعے اس کے دوستوں کو عزت اور اس کے دشمنوں

کو ذلت دے گا۔ لوگ ان سے پہلو تہی کریں گے اور زمین کے شرفاء ان کا ساتھ دیں گے۔

وہ رحمان کی بندگی کرے گا اور شیطان کو ذلیل کرے گا۔ وہ آگوں کو بجھائے گا، بتوں کو توڑے گا۔ اس کی بات دو ٹوک ہوگی۔ اس کا حکم سبھی پر انصاف ہوگا۔ وہ نیکی کا حکم دے گا اور خود بھی نیکی کرے گا۔ برائی سے روکے گا اور خود بھی برائی سے کنارہ کش ہوگا۔

ایام جوانی میں قیام امن کی کوششوں اور دوسرے نیک کاموں کی وجہ سے قوم آپ کو ”صادق“ اور ”امین“ کہہ کر پکارتی تھی۔ حجر اسود کے قضیہ پر جب اتفاقاً آپ سب سے پہلے حرم میں داخل ہوئے تو لوگ یک زبان ہو کر پکار اٹھے ہذا الاسین رضیناہ، امین آگیا امین آگیا ہم ان کا فیصلہ قبول کرتے ہیں۔

سفر شام سے واپسی پر جب حضرت خدیجہ نے اپنے غلام سیرہ کی زبانی آپ کی صفات اور بحیرہ و نستورہ راہبوں کی باتیں سنیں تو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے ان کا ذکر کیا۔ بزرگ ورقہ الہیات کے بہت بڑے عالم اور مذہباً عیسائی تھے۔ ورقہ نے اس موقع پر اپنا وہ مشہور قصیدہ کہا جسے بعض مورخوں اور سیرت نگاروں نے وحی اولی کے واقعہ سے منسوب کیا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ ہمارے اس دعوے کی پہلی دلیل تو یہ ہے کہ یہ قصیدہ ابن ہشام نے اپنی کتاب سیرۃ ابن ہشام میں (جسے اولین قریبی ساخذ کی حیثیت حاصل ہے)۔ حدیث خدیجہ کے عنوان کی ذیل میں نقل کیا ہے جو واقعہ نکاح کے بعد آتا ہے اور باب ۳۱ میں ہے جب کہ وحی اولی کے نزول کا واقعہ باب ۴۰ میں ہے۔ دوسری دلیل خود قصیدہ کے اشعار کا مفہوم ہے جن

میں وہ (ورقہ) پیغمبر آخر الزمان کی بعثت کا انتظار کرتے کرتے تنگ آچکے ہیں۔ ان کا انتظار طول کھینچ گیا ہے۔ خدیجہ سے ایک کے بعد ایک وصف سن کر انہیں امید پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ پیغمبر یہی ہے۔ وہ ارمان ظاہر کرتے ہیں کہ اگر میں ان کے اعلان نبوت تک زندہ رہا تو ان کا ساتھ دوں گا کیونکہ جو ان کی مخالفت کرے گا ذلیل و خوار ہوگا اور اگر میں مر گیا تو ہر جوان کو مرنا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ وحی کے نزول کا زمانہ نہیں ہو سکتا ورنہ وہ اس قسم کی مایوسی اور حسرت کا اظہار کیوں کرتے۔ بہر حال اس تاریخی قصیدے کے منتخب اشعار پیش خدمت ہیں جسے نعت شہ کوئین کی تاریخ میں پہلے باقاعدہ قصیدہ کی حیثیت حاصل ہے۔

لججت وکنت فی ذکرى لجوجا	لہم طالما بعثت النشیجا
و وصف من خدیجة بعد وصف	فقد طال انتظاری یا خدیجا
بسطن المکتین علی رجائی	حدیثک ان اری منہ خروجا
بما خبرتنا من قول قس	من الرهبان اکره ان یعوجا
ویظہر فی البلاد ضیاء نور	یقیم بہ البریة ان تموجا
فیما لیتی اذا ما کان ذاکم	شہدت وکنت اکثرهم ولو جا

وان اہلک فکل فتی سلیقی

من الاقدار متلفة خروجا

ترجمہ: میں اس کی یاد میں ضدی ہو گیا اور میں نے اصرار کیا ایک ایسے غم کے لئے جس نے میری ہچکیاں بندھا دیں۔ خدیجہ سے اس کی ایک صفت کے بعد دوسری صفت سنتا رہا۔ اے خدیجہ میرا انتظار بہت لمبا ہو چکا

ہے۔ دونوں مکہ کے بیچ کی وادی میں میری اسید پر تمہارا یہ کہنا کہ میں اس سے باہر نکلوں گا۔ تم نے مجھے قس بن ساعدہ کی بات بتائی جو راہبوں میں سے ہے۔ اس نے جانا پسند نہ کیا۔ ہر طرف اس کے نور کی روشنی پھیل جائے گی جس میں لوگ گمراہی سے بیچ کر صحیح راستے پر آجائیں گے۔ اے کاش میں اس وقت موجود رہوں اور لوگوں کے مقابل سب سے زیادہ عمل دخل رکھوں۔ اور اگر میں مہرجاؤں تو ہر انسان کو ہلاکت سے دو چار ہونا ہے۔

غار حرا میں جب پہلی بار آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے یہ تاریخی الفاظ کہے۔ کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدًا۔ انک تصل الرحم و تحمل الک و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق۔

تاہم وہ آپ کو بزرگ ورقہ کے پاس لے گئیں اور بعض روایات کے متعلق حضرت صدیق رض کے ہمراہ ورقہ کے پاس بھیج دیا۔ بزرگ ورقہ نے حالات سننے تو حضور کے سر مبارک پر بوسہ دیا اور کہنے لگا۔

قدوس قدوس والذی نفسی یدہ انک لنبی هذه الامة ولقد جاءک الناس
الاکبر الذی جاء موسی ولتکذبہ ولتؤذینہ ولتقاتلنہ ولتخرجنہ ولئن ادرکت
ذالک الیوم لا نصرن الله نصراً۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگ ورقہ جلد ہی وفات پاگئے مگر ان الفاظ سے ان کے جذبات و احساسات کا اندازہ ہوتا ہے۔ پیغمبر کی نبوت پر گواہی دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ بعض نقادوں کا خیال ہے کہ ورقہ یہ گواہی دے رہے تھے تو ایمان ہی کیوں نہ لائے؟ اس سے دراصل ان کا مدعا اس واقعہ کو جھٹلانا ہے۔ لیکن ذرا غور کیا جائے تو معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔

بزرگ ورقہ ایمان کس پر لاتے جب کہ خود پیغمبر کو بھی اس واقعہ سے از حد خوف لاحق تھا وہ خود نہیں جانتے تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ امام بخاری نے بخاری شریف میں واضح الفاظ میں انہیں پہلے صحابی کی حیثیت سے یاد کیا ہے۔ اور حضور نے ان کی برائی سے منع فرمایا ہے۔

انہ اول الصحابة کان شیخا کبیرا۔ یقرء الکتاب و یعرف العبرانیۃ۔ قال لا تسبوا ورقۃ۔ (شرح الشفا جلد ثالث ص ۲۹۶)

ترجمہ: وہ سب سے پہلے صحابی ہیں۔ وہ ایک بڑے بزرگ تھے۔ کتاب پڑھتے تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے، فرمایا ورقہ کو برا نہ کہو۔

ماخذ

- (۱) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب۔ مولانا اشرف علی، فصل دوم روایت سوم
- (۲) مشکوٰۃ المصابیح، ترجمہ اردو
- (۳) سیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ۔ از سید احمد زینی برحاشیہ سیرۃ حلبی الجزء الاول، مطبوعہ مصر
- (۴) سیرۃ حلبی جزء الاول، مطبوعہ مصر
- (۵) شرح الشفا (قاضی عیاض) شہاب الدین الخفاجی جلد ثالث، مطبوعہ مصر
- (۶) رحمۃ للعالمین۔ قاضی سلیمان منصور پوری جلد اول دوم سوم، مطبوعہ
- شیخ غلام علی اینڈ سنز
- (۷) طبقات ابن سعد حصہ اول، اخبار النبی، مصنف محمد بن سعد

(۸) ذکر حبیب ، سولانا محمد اسماعیل ذبیح ، مطبوعہ ہفت روزہ منزل

ہری پور ۱۹۷۵ء

(۹) کتاب مقدس۔ مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور

(۱۰) انجیل برنیاس اردو، سعادت خلیل بک مطبوعہ ۱۹۲۶ء

(۱۱) انجیل برنیاس اردو پروفیسر بشیر محمود اختر مطبوعہ ۱۹۷۶ء

(۱۲) النبی الخاتم۔ سولانا مناظر احسن گیلانی

(۱۳) سید الانبیاء ظہیر احمد تاج شائع کردہ پی ای ایس ایچ سوسائٹی کراچی

(۱۴) سیرۃ رسول نمبر ماہ نو کراچی جولائی اگست ۱۹۶۳ء

(۱۵) سیرۃ ابن ہشام اردو جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز